نماز میں امام کا باآواز بلند اور مقتدی کا باآواز آہستہ تکبیر کہنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی صاحب؛ نماز کی پہلی تکبیر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے کہنے کی دلیل کہاں سے مل سکتی ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

!وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد

اس مسئلہ پر تفصیل تو بہت طویل ہے مگر یہاں مختصراً عرض ہے کہ اس مسئلہ پر نماز کی کیفیت کو بیان کرنے والی کئی ایک احادیث موجود ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ امام بلند آواز سے جبکہ مقتدی آہستہ آواز سے تکبیر کہے گا، اور یہ حکم فقط پہلی تکبیر کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس میں ساری تکبیرات ہی آجاتی ہیں۔ جسے سمجھنے کے لیے عقل صحیح کی ضرورت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ، ثُمَّ يَقُولُ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا ، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ [رواہ البخاري (789) ومسلم (392]. "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر رکوع کرنے کے وقت تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر کھڑے کھڑے یہ پڑھتے : "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" پھر جب جھکتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، اور جب اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے، اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو بیٹھنے کے بعد تکبیر کہتے" یہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام نماز پڑھاتے وقت تکبیر اونچی کہے گا۔ سعید بن الحارث بیان کرتے ہیں : فَصَلَّى بِنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَكَعَ وَحِينَ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ قَامَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ عَلَى ذَلِكَ فَلَمَّا صَلَّى . . . فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ ! وَاللَّهِ ! مَا أُبَالِي اخْتَلَفَتْ صَلَاتُكُمْ أَوْ لَمْ تَخْتَلِفْ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي)) [مسند أحمد (۱۸/۳، ح : ۱۱۱۵۷) ، صحیح ابن خزیمۃ (۲۹۱/۱، ح : ۵۸۰) ، بخاری (۸۲۵) ، بیہقی (۱۸/۲، ح : ۲۲۷۶] ''ہمیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، سمع اللہ لمن حمدہ کہتے وقت، سجدہ سے سر اٹھاتے وقت، سجدہ کرتے وقت اور دو رکعتوں کے درمیان اٹھتے وقت تکبیر جہری کہی، حتی کہ انھوں نے اسی طرح نماز مکمل کی، جب نماز ادا کرلی۔ ۔ تو کہا : ''اے لوگو! اللہ کی قسم ! مجھے کوئی پروا نہیں کہ تمھاری نماز اس سے مختلف ہے، یا اس کے موافق، میں نے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ '' یہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام نماز پڑھاتے وقت تکبیر اونچی کہے گا۔ عکرمہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا : ''میں نے بطحا میں ظہر کی نماز ایک نادان بوڑھے کے پیچھے ادا کی، اس نے بائیس تکبیریں کہیں، جب سجدہ کرتا تھا اور جب سر اٹھاتا تھا تو تکبیر کہتا تھا۔ ''تو ابن عباس فرمانے لگے : ''یہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ '' [مسند أحمد (۲۱۸/۱، ح : ۱۸۸۶) ، بخاری، کتاب الأذان، باب التکبیر إذا قام (۷۸۸)] یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام تکبیر جہری کہے گا، ورنہ مقتدی کو کیسے پتا چلا کہ امام نے بائیس تکبیریں کہی ہیں، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دیا ہے۔ اس مفہوم کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری (۷۸۵) اور صحیح مسلم (۳۹۲) وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری (۷۸۴) وغیرہ میں موجود ہے۔ اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکبر بن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر لوگوں کو سنانا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام تکبیر جہری کہتا ہے اور مقتدی آہستہ۔ [ملاحظہ ہو بخاری، کتا بالأذان، باب من أسمع الناس تکبیر الإمام (۷۱۲) ، مسلم، کتاب الصلاۃ (۴۱۳)] زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ''ہم نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کلام کیا کرتے تھے، ہم میں سے کوئی ایک اپنے ساتھ والے سے بات کر لیتا تھا، حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہو گئی : { قوموا للہ قانتین } ''اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ ''تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور کلام سے روک دیا گیا۔ '' [مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام . . . الخ (۵۳۹) ، ترمذی مع تحفۃ الأحوذی (۴۵۴/۲) رقم (۴۰۵)] یہ حدیث بھی واضح کرتی ہے کہ مقتدی کا کام ہے کہ وہ امام کے پیچھے آواز بلند نہ کرے۔ اسی طرح جب معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ نے نماز میں ایک آدمی کی چھینک کے جواب میں ((یَرْحَمُکَ اللّٰہُ)) کہہ دیا تو صحابہ کرام نے اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر انھیں چپ کرایا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ دوسرے صحابہ انھیں خاموش کروا رہے ہیں تو وہ خاموش ہو گئے۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سمجھایا کہ نماز میں لوگوں کا کلام درست نہیں ہے۔ نماز تو تسبیح وتکبیر اور قراءت قرآن کا نام ہے۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام . . . الخ (۵۳۷) ، أبوداؤد (۹۳۱)] یہ حدیث بھی واضح کرتی ہے کہ مقتدی کا کام امام کے پیچھے عدم جہر ہے، یہ اپنے اعمال آہستہ اور خاموشی سے سر انجام دے گا، ورنہ صحابہ کرام اپنے ہاتھ رانوں پر مار کر انھیں خاموش نہ کراتے، بلکہ زبان سے کہہ دیتے۔ بہر کیف کئی ایک احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امام اپنی تکبیرات اور قراءت جہری کرے گا اور مقتدی آہستہ اور سری۔ صرف کور مغز لوگوں کو حدیث دشمنی میں کچھ نظر نہیں آتا، چنانچہ بے جا اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے مسائل حل نہیں ہوتے، بلکہ بعض علماء کی آراء سے تکمیل دین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے اور قرآن وحدیث کا صحیح فہم نصیب فرمائے۔ (آمین) ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ